



سوال

میرے تین سال پہلے شادی ہوئی۔ ان تین سال کے دوران ہماری آپس میں نہیں بنی۔ میری بیوی کہتی ہے میں نے تمہارے ساتھ نہیں رہنا۔ پھر ایک موقع پر میرے سر پہنے پٹوں کو لے کر ہمارے گھر آئے اور کہنے لگے کہ ہم خلع لینا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا جب وہ میرے ساتھ رہنے کے لیے تیار نہیں ہے تو میں پھوڑنے کے لیے تیار ہوں۔ اس موقع پر بارہ سے پندرہ لوگ موجود تھے۔ مجھے یہ کہا گیا کہ تین چیزیں دے دو، اس سے مراد یہ تھی کہ تین طلاقیں دے دو، لیکن میرے بڑے بھائی نے میرے سر سے کہا کہ یہ اس شرط پر طلاق دینے کے لیے تیار ہے کہ اس پر جو مہر ہے جو اس نے اب تک نہیں دیا ہے، وہ خلع کی مد میں پھوڑ دو۔ میرے سر نے کہا کہ ٹھیک ہے، تو میں نے 250 روپے، سو سو کے دو نوٹ اور ایک 50 کا نوٹ اپنے سر کو دے دیے اور کہا یہ تین چیزیں ہو گئیں۔ مطلب یہ تھا کہ یہ آپ کی بیٹی کی تین طلاقیں ہیں، لیکن اس وقت میں نے زبان سے کچھ نہیں کہا، طلاق کا لفظ بھی نہیں بولا، اور تحریری طور پر بھی طلاق نہیں دی۔ کیا میں نے جو تین چیزیں دی ہیں، اس سے طلاق واقع ہو گئی ہے یا نہیں؟

جواب

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

جن لفظوں کے ساتھ بیوی کو طلاق دی جا سکتی ہے وہ دو طرح کے ہیں :

1. صریح لفظ : جو طلاق کے معنی میں بالکل واضح ہو جس کا طلاق کے علاوہ کوئی اور مطلب نہیں ہو سکتا۔

2. کنایہ : اس سے مراد ایسا لفظ ہے جو طلاق دینے کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے اور طلاق کے علاوہ کسی اور معنی کو ادا کرنے کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔

انسان بیوی کو طلاق دینے کے لیے بعض اوقات بالکل واضح لفظ استعمال کرتا ہے اور بعض اوقات ایسا لفظ استعمال کرتا ہے جو طلاق کا معنی بھی دیتا ہے اور اس لفظ کا مطلب طلاق کے علاوہ کوئی اور بھی ہو سکتا ہے۔

1. آپ نے اپنے سر کو تین نوٹ دیے اور کہا کہ یہ تین چیزیں ہو گئی، یہ کنایہ ہے۔ لیکن آپ نے خود وضاحت کر دی ہے کہ اس کا مطلب تین طلاقیں تھا، تو آپ کی بیوی کو طلاق ہو گئی ہے۔

2. واضح رہے! قرآن و سنت کی روشنی میں اکٹھی تین طلاقیں دینا حرام ہے۔ ایسا کرنے والے کو اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی معافی مانگنا چاہیے، لیکن اگر کوئی انسان اکٹھی تین طلاقیں دے دے تو وہ ایک ہی شمار ہوگی۔

3. آپ نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دی ہیں، تو یہ ایک ہی طلاق شمار ہوگی اور آپ کو عدت کے دوران بیوی سے رجوع کا حق حاصل ہے؛ کیوں کہ نکاح کے مضبوط بندھن کو شریعت نے یک نخت ختم نہیں کیا بلکہ تین طلاق کا سلسلہ اور پھر ان میں سے پہلی دو کے بعد سوچنے اور رجوع کرنے کا موقع دیا ہے تاکہ گھر ٹوٹنے سے بچ جائے۔

عدت گزرنے کے بعد سے نکاح ہو سکتا ہے، جس میں ولی، گواہ، حق مہر، عورت کی رضامندی ضروری ہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں :



كَانَ الطَّلَاقُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِي بَكْرٍ، وَسِتِّينَ مِنْ خَلَاةِ عُمَرَ، طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَةً. (صحیح مسلم، الطلاق: 1472).

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے پہلے دو سال تک (اکٹھی) تین طلاقیں ایک طلاق ہی شمار ہوتی تھیں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے طلاق کے ناجائز طریقے کی روک تھام کے لیے ایک سیاسی فیصلہ کیا تھا کہ جس نے اکٹھی تین طلاقیں دے دیں ہم اسے نافذ کر دیں گے، یہ وقتی سیاسی فیصلہ تھا، شرعی نہیں تھا۔ (حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار: 2/105).

یاد رہے! وہ عورت جسے باقاعدگی سے ماہواری آتی ہے اس کی عدت کی تین حیض ہے، یعنی طلاق کے بعد اگر عورت کو تین مرتبہ حیض آجائے اور وہ تیسرے حیض سے پاک ہو جائے تو اس کی عدت ختم ہو جائے گی۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالْمَطَّلَاتُ بَشْرًا بَلْغَمًا مِمَّا تَلَوْنَهُمْ فَرَوْهُ (البقرة: 228)

اور وہ عورتیں جنہیں طلاق دی گئی ہے اپنے آپ کو تین حیض تک انتظار میں رکھیں۔

وہ عورت جس کو ماہواری آنا بند ہو گئی ہے، یا عمر کم ہونے کی وجہ سے ابھی آنا شروع ہی نہیں ہوئی، ان کی عدت تین قمری مہینے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْحَيْضِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنْ أَرَبْتُمْ فَهَذَا ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَاللَّائِي لَمْ يَحْضُنَّ (الطلاق: 4).

اور وہ عورتیں جو تمہاری عورتوں میں سے حیض سے ناامید ہو چکی ہیں، اگر تم شک کرو تو ان کی عدت تین ماہ ہے اور ان کی بھی جنہیں حیض نہیں آیا۔

اگر عورت حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأُولَاتِ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (الطلاق: 4).

اور جو حمل والی ہیں ان کی عدت یہ ہے کہ وہ اپنا حمل وضع کر دیں۔

رجوع کا طریقہ کار:

خاوند بول کر بھی رجوع کر سکتا ہے کہ اپنی بیوی کو مخاطب کر کے کہے کہ میں رجوع کرتا ہوں یا کسی اور کے سامنے یہ کہہ دے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی تھی میں اس سے رجوع کرتا ہوں۔

اسی طرح اگر خاوند رجوع کی نیت سے اپنی بیوی سے قربت اختیار کرے تو بھی رجوع ہو جائے گا۔

1. آپ کے بھائی نے آپ کے سر کو طلاق دینے کے لیے جو شرط لگائی ہے کہ ہم حق مہر نہیں دیں گے، وہ شرط اگر نہ بھی لگائی جاتی تو نخل کی صورت میں عورت کی طرف کوئی چیز بطور فدیہ دینا لازمی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يَتَّقِيَ اللَّهُ فَلَإِنَّ اللَّهَ فَلَإِنَّ اللَّهَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْمَا فِيهَا إِفْخَاتٍ (البقرة: 229)



پھر اگر تم ڈرو کہ وہ دونوں اللہ کی حدیں قائم نہیں رکھیں گے تو ان دونوں پر اس میں کوئی گناہ نہیں جو عورت اپنی جان بچھڑانے کے بدلے میں دے دے۔

یعنی عورت خاوند سے علیحدگی حاصل کرنا چاہے اور خاوند طلاق دینے پر تیار نہ ہو تو عورت جان بچھڑانے کے لیے اپنا مہر یا خاوند اور بیوی کے درمیان جو بھی آپس میں یا حاکم کی عدالت میں طے پا جائے، وہ چیز بطور فدیہ دے کر اپنی جان بچھڑا لے۔ پھر خواہ خاوند خود ہی فدیہ لے کر اسے بچھوڑ دے، یا اگر وہ اس پر تیار نہ ہو تو حاکم اسے فدیہ لے کر بچھوڑنے کا حکم دے، اگر وہ نہ مانے تو عدالت نکاح فسخ کر دے۔ چونکہ یہ درحقیقت طلاق نہیں بلکہ عورت کی طرف سے علیحدگی کا مطالبہ ہے، اس لیے اسے خلع کہتے ہیں۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کی بیوی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا:

يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا أَنْفَعَمَ عَلَيَّ ثَابِتٌ فِي دِينٍ وَلَا خَلْقٍ، إِلَّا أَنِّي أَخَافُ الْخُفْرَ، فَهَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «فَتَرَوِيَنَ عَلَيَّ حَدِيثِيَنَ؟» فَهَالَتْ: نَعَمْ، فَرَوَتْ عَلَيَّ، وَأَمَرَهُ فَفَارَقَهَا (صحیح البخاری، الطلاق: 5276)

اللہ کے رسول! میں ثابت بن قیسؓ کی دینداری اور اس کے اچھے خلق کا انکار نہیں کرتی لیکن میں اسلام میں ببتے ہوئے ناسپاسی اور ناشکری سے ڈرتی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تو اس کا باغ اسے واپس کر دے گی؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ چنانچہ اس نے ان کا باغ واپس کر دیا۔ اور انہوں نے آپ ﷺ کے حکم سے اسے جدا کر دیا۔

واللہ اعلم بالصواب

محدث فتویٰ کمیٹی

شیخ عطاء الرحمن علوی